جلد ۲۹ | ۲۰ ماہ تبلیغ ۱۳۲۰ ہش | ۲۳ محرم ۱۳۶۰ھ | ۲۰ فروری ۱۹۴۱ء | نمبر ۴۱

## مردم شماری کے کاغذات میں "مذہب" اور "زبان" کا اندراج

۱۹۴۱ء میں ہونے والی مردم شماری کا وقت جُوں جُوں قریب آرہا ہے۔ ہر مذہب وملت کے لوگوں میں اس کے متعلق سرگرمیاں بڑھتی جارہی ہیں۔ اور اس امر کی کوشش ہو رہی ہے کہ ہر طبقہ کی صحیح صحیح کیفیات کا اندراج کیا جائے۔ اس کے لئے جہاں مردم شماری کے لئے مقرر ہونے والے سرکاری کارندوں کا فرض ہے۔ کہ پوری پوری دیانتداری سے کام لیں۔ اور کسی طبقہ کو کسی رنگ میں نقصان پہونچانے کا خیال بھی دل میں نہ لائیں۔ وہاں یہ بھی ضروری ہے۔ کہ اپنے متعلق صحیح اندراجات کرانے کے لئے مکمّل واقفیت بہم پہونچائی جائے۔

اس بارے میں جماعت احمدیہ کی راہنمائی کے لئے نظارت امور عامہ کا جو اعلان "الفضل" میں شائع ہو رہا ہے۔ اس میں دو امور کی طرف خاص طور پر توجہ دلائی گئی ہے۔ اوّل یہ کہ مذہب کے خانہ میں "احمدی مسلم" اور زبان کے خانہ میں "اُردو" لکھائیں۔ چونکہ بعض اصحاب نے مردم شماری کے کاغذات میں درج شدہ ہدایات کے پیش نظر ان اندراجات میں مشکلات پیش آنے کا خطرہ ظاہر کیا ہے۔ اس لئے لکھا جاتا ہے۔ کہ نظارت امور عامہ ان مشکلات کو پہلے ہی حل کرا چکی ہے کہا گیا ہے۔ کہ مذہب کے خانہ میں کسی فرقہ کا اندراج کرانے کی گنجائش نہیں ہے۔ لیکن مردم شماری کے افسران کی طرف سے نظارت امور عامہ کو بتلایا گیا ہے۔ کہ ماتحت عملہ کے لئے یہ ہدایت جاری کی جا چکی ہے۔ کہ اگر کوئی مذہب کے خانہ میں اپنا فرقہ نمایاں کرنا چاہے گا۔ تو وُہ ایسا کر سکے گا۔ اور شمار کنندگان کا فرض ہے۔ کہ اس کی مرضی کے مطابق ایسا اندراج کریں۔

پس کوئی وجہ نہیں۔ کہ مذہب کے خانہ میں کسی احمدی کو "احمدی مسلم" لکھانے میں کوئی دِقت پیش آئے۔ اور اندراج کنندگان اس میں کوئی لیت ولعل کریں۔ اس قسم کے اندراج میں کوئی دقت پیش نہ آنے کا پتہ اس سے بھی لگتا ہے۔ کہ آریوں میں بڑے زور سے یہ تحریک ہو رہی ہے۔ کہ وُہ اپنے مذہب کے خانہ میں اپنے آپ کو آریہ ہندو لکھائیں۔

دُوسرا اہم اندراج زبان کا ہے۔ جس کے متعلق نظارت امور عامہ نے یہ ہدایت دی ہے۔ کہ زبان کے خانہ میں "اُردو" لکھا یا جائے۔ اگرچہ پنجاب کے دیہات میں عام بول چال پنجابی میں ہوتی ہے۔ لیکن ہر جگہ اردو نہ صرف سمجھی جاتی ہے۔ بلکہ جملہ تحریری امور اور تعلیمی ضروریات میں اُردو زبان استعمال کی جاتی ہے۔ اور مردم شماری کے محکمہ کی طرف سے شمار کنندگان کو جو ہدایات دی گئی ہیں۔ ان میں زبان کے متعلق ہدایت نمبر ۱۹ یہ ہے۔ کہ (دیگر ہندوستانی زبانیں جو عام مستعمل ہوں) روزمرّہ یا خانگی زندگی میں اگر کوئی شخص مادری زبان کے علاوہ کوئی اور ہندوستانی زبان یا زبانیں عام طور پر استعمال کرتا ہو۔ تو وُہ درج کریں۔ جو اشخاص مادری زبان کے سوا اور کوئی ہندوستانی زبان عادتاً استعمال نہ کرتے ہوں۔ ان کی صُورت میں نشان × درج کریں۔

اس ہدایت کے مطابق مسلمان اپنی زبان اُردو لکھا سکتے ہیں۔ کیونکہ پنجاب کے دیہات میں بھی خط وکتابت اور دیگر تحریری ضروریات اُردو کے ہی ذریعہ پوری کی جاتی ہیں۔ اور یہی وُہ زبان ہے۔ جو مُسلمانوں میں عام طور پر استعمال کی جاتی ہیں۔

پس ان اندراجات کے متعلق خاص احتیاط اور کوشش کی جائے۔ اور اگر کوئی اندراج کنندہ انکار کرے۔ تو اسے معقولیت کے ساتھ سمجھایا جائے۔

## مردم شماری کے دوران میں اچھوت اقوام کی مدد کی جائے

مُسلمانوں کے لئے جہاں قومی اور ملّی لحاظ سے ضروری ہے۔ کہ مردم شماری کے کاغذات میں اپنی تعداد صحیح درج کرائیں۔ وہاں انسانی ہمدردی کے لحاظ سے یہ بھی ضروری ہے۔ کہ اچھُوت اقوام جو ہندُوؤں کے سخت ناروا سلوک کی وجہ سے ذلت کی زندگی بسر کر رہی ہیں۔ انہیں ہندوؤں کے چنگل سے رہائی دلانے کی کوشش کی جائے۔ اس وقت ہندوؤں کی طرف سے سرتوڑ کوشش کی جا رہی ہے۔ کہ جس طرح بھی ممکن ہو۔ اچھوتوں کو مردم شماری میں "ہندو" لکھا یا جائے۔ اور ان کے ذریعہ اپنی تعداد میں اضافہ کیا جائے۔ اگرچہ چھوت اقوام میں یہ تحریک ہو رہی ہے۔ کہ وُہ اپنے آپ کو "ہندو" نہ لکھائیں۔ بلکہ اپنا علیحدہ اندراج کرائیں۔ لیکن عام طور پر چونکہ یہ لوگ مفلوک الحال اور ہندوؤں کے دست نگر ہیں۔ اس لئے ممکن ہے۔ کہ بعض مقامات میں وُہ ہندوؤں کے دباؤ میں آجائیں۔ جہاں اس قسم کے حالات ہوں۔ وہاں کے مسلمانوں کو چاہیئے۔ کہ اچھُوت اقوام کے لوگوں کی امداد کریں۔ اور انہیں صحیح اندراج کرانے میں امداد دیں۔ کیونکہ اگر وُہ اپنے آپ کو اچھوت نہیں لکھائیں گے۔ تو عام ہندُوؤں میں محسوب ہوں گے۔ اور پہلے کی طرح سیاسی اور ملکی حقوق حاصل کرنے سے محروم رہیں گے۔

## مدینۃ المسیح

قادیان ۱۸ تبلیغ ۱۳۲۰ھ ش۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق دس بجے شب کی ڈاکٹری اطلاع مظہر ہے۔ کہ حضور کی طبیعت دو پہر تک تو اچھی رہی۔ لیکن اس کے بعد نقاہت کی وجہ سے زیادہ ناساز ہوگئی۔ احباب حضور کی صحت کے لئے دعا کریں۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کو روزانہ بخار کی شکائت ہو جاتی ہے۔ حرم اول حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کو تا حال دوران سر اور ضعف کی تکلیف ہے۔ صحت کے لئے دعا کی جائے۔

جناب مولوی محمد الدین صاحب سابق ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول کو بازو میں درد اور بخار کی تکلیف ہے۔ دعائے صحت کی جائے۔

## احمدی جماعتیں مجلس مشاورت سے قبل اپنا تدریجی بجٹ پورا کریں

مالی سال رواں کے نو ماہ ۳۱ جنوری ۱۹۴۱ء مطابق ۳۱ صلح ۱۳۲۰ھ ش کو پورے ہو چکے ہیں۔ اور اب سال حال کے صرف تین ماہ باقی رہ گئے ہیں۔ جن جن جماعتوں نے ۳۱ جنوری ۱۹۴۱ء تک ۷۵ فی صدی بجٹ پورا نہیں کیا۔ ان کے نام الفضل میں تدریجاً شائع کئے جائینگے عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ امسال پھر مجلس شاورت کے موقعہ پر جن جماعتوں کا چندہ پورا نہ ہو چکا ہو گا۔ یا اس کے پورا ہونے کی امید نہ ہو گی۔ ان کے نام مجلس مشاورت میں پڑھکر سنائے جائیں گے۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ تمام جماعتیں اپنے اپنے بجٹوں کو حتی الوسع ۳۱ مارچ سے پہلے پورا کرنے کی سعی فرمائیں۔ ناظر بیت المال

## جماعت احمدیہ دھرم کوٹ بگہ کا سالانہ تبلیغی جلسہ

جماعت احمدیہ دھرم کوٹ بگہ کا سالانہ تبلیغی جلسہ ۷ مارچ ۱۹۴۱ء بروز جمعہ قرار پایا ہے احباب جماعت سے درخواست ہے۔ کہ کثرت سے شریک جلسہ ہو کر جلسہ کی رونق بڑھائیں اور علماء کرام و بزرگان عظام کی تقاریر و مواعظ حسنہ سے مستفید ہوں۔ زیر تبلیغ احباب کو بھی ساتھ لائیں۔ خاکسار نائب انچارج مقامی تبلیغ

## اخبار احمدیہ

**درخواست ہائے دعا** (۱) والدہ چودہری محمد عظیم صاحب نے اپنی پنڈلی پر سے رسولی کا اپریشن کرایا ہے۔ اور میو ہسپتال لاہور میں زیر علاج ہیں (۲) والدہ منشی کلیم الرحمٰن صاحب بیمار ہیں (۳) محبوب عالم صاحب محمودوی نے اپنی ملازمت سے علیحدگی کے متعلق اپیل کی ہوئی ہے۔ (۴) مولوی عبد الرحمٰن صاحب انور انچارج تحریک جدید بوجہ اعصابی کمزوری بیمار ہیں۔ (۵) خواجہ نظام الدین صاحب انبالہ چھاؤنی ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ (۶) محمد دین صاحب خادم گیسٹ ہاؤس درد گردہ سے بیمار ہیں۔ (۷) چودہری دوست محمد خان صاحب ایم۔ اے جہلم اور ان کی اہلیہ صاحبہ بیمار ہیں۔ (۸) سید زمان شاہ صاحب ایچ دی۔ سی گجرات بیمار ہیں۔ نیز ان کا لڑکا امتحان میں شریک ہونے والا ہے۔ سب کے لئے دعا کی جائے۔

**دعائے مغفرت**:۔ میری لڑکی جو نماز روزہ کی پابند اور بہت خوش اخلاق تھی بعمر ۱۵ سال ۱۰ محرم کو فوت ہوگئی ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اسکی مغفرت کے لئے دعا کی جائے۔ خاکسار رشید علی شاہ ۹

## ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

### انسانی نفس کی تین حالتیں

"نفس کی تین حالتیں ہیں یا یہ کہو کہ نفس تین رنگ بدلتا ہے۔ بچپن کی حالت میں نفس زکیہ ہوتا ہے یعنی بالکل سادہ ہوتا ہے۔ اس عمر کے طے کرنے کے بعد پھر نفس پر تین حالتیں آتی ہیں۔ سب سے اول جو حالت ہوتی ہے اس کا نام **نفس امارہ** ہے۔ اس حالت میں انسان کی تمام طبعی قوتیں جوش زن ہوتی ہیں۔ اور اس کی ایسی مثال ہوتی ہے جیسے دریا کا سیلاب آجائے۔ اس وقت قریب ہے کہ غرق ہو جائے۔ یہ جوش نفس ہر قسم کی بے اعتدالیوں کیطرف لے جاتا ہے۔ لیکن پھر اس پر ایک حالت اور بھی آجاتی ہے۔ جس کا نام **نفس لوامہ** ہے۔ اس کا نام لوامہ اس لئے رکھا گیا ہے۔ کہ وہ بدی پر ملامت کرتا ہے۔ اور یہ حالت نفس کی روا نہیں رکھتی۔ کہ انسان ہر قسم کی بے اعتدالیوں اور جوشوں کا شکار ہوتا چلا جائے۔ جیساکہ نفس امارہ کی صورت میں تھا۔ بلکہ نفس لوامہ اسے بدیوں پر ملامت کرتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ نفس لوامہ کی حالت میں انسان بالکل گناہ سے پاک اور بری نہیں ہوتا۔ مگر اس میں بھی کوئی کلام نہیں۔ کہ اس حالت میں انسان کی شیطان اور گناہ کے ساتھ ایک جنگ ہوتی ہے کبھی شیطان غالب آجاتا ہے۔ اور کبھی وہ غالب آتا ہے۔ مگر نفس لوامہ والا خدا تعالےٰ کے رحم کا مستحق ہوتا ہے۔ اس لئے کہ وہ بدیوں کے خلاف اپنے نفس سے جنگ کرتا رہتا ہے۔ اور آخر اسی کشمکش میں اور جنگ و جدل میں اللہ تعالےٰ اس پر رحم کر دیتا ہے۔ اور اسے وہ نفس کی حالت عطا ہوتی ہے۔ جس کا نام **مطمئنہ** ہے۔ یعنی اس حالت میں انسان شیطان اور نفس کی لڑائی میں فتح پا کر انسانیت اور نیکی کے قلعہ کے اندر آکر داخل ہو جاتا ہے۔ اور اس قلعہ کو فتح کر کے مطمئن ہو جاتا ہے۔ اس وقت یہ خدا پر راضی ہوتا ہے۔ اور خدا اس پر راضی ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ پورے طور پر اللہ تعالےٰ کی عبادت اور اطاعت میں فنا اور محو ہو جاتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ کی تقادیر کے ساتھ اس کو پوری صلح اور رضا حاصل ہوتی ہے۔ چنانچہ یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الیٰ ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی۔ یعنی اے نفس آرام یافتہ جو خدا سے آرام پا گیا ہے۔ اپنے خدا کی طرف واپس چلا آ۔ تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی۔ پس میرے بندوں میں مل جا۔ اور میرے بہشت کے اندر آجا"

(الحکم ۲۴ ستمبر ۱۹۰۴ء)

## ترانۂ گوہر

از جناب مولوی ذوالفقار علی خانصاحب گوہر

| | |
|---|---|
| مسیح وقت نے جس دن وصیت کی بنا ڈالی | بہت محکم اسی دن اس خلافت کی بنا ڈالی |
| خلافت کے جو منکر ہیں انہیں کے ہاتھ سے حق نے | ہمارے سامنے اول خلافت کی بنا ڈالی |
| خدا کا شکر ہے جسنے کہ محمودی خلافت میں | ہزاروں برکتیں ڈالیں صداقت کی بنا ڈالی |

(۲)

| | |
|---|---|
| غلام اے ساقیٔ کوثر مئے عرفاں کے پیاسے ہیں | پلا اس خم سے جس نے اس شریعت کی بنا ڈالی |
| یہ صدق و راستی کا گھر ہے میخانہ نہیں زاہد | کہ ساقی نے یہاں حسن صداقت کی بنا ڈالی |
| یہ میخانہ ہمارے ساقیٔ حق بیں نے کھولا ہے | یہاں پر کشف اسرار حقیقت کی بنا ڈالی |
| ہمارا جان و دل اس ہادیٔ برحق پہ قرباں ہے | کہ جس نے آکے گھر دین فطرت کی بنا ڈالی |

۴ کنجور ضلع کیمل پور (۲) ۱۴ فروری کو میری ماموں زاد ہمشیرہ وفات پا گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب دعائے مغفرت کریں۔ خاکسار محمد احمد قمر قادیان

سوالات کے جوابات

# غیر مبایعین کے چند سوالات کے جواب

ایک غیر مبایع نے چند سوالات لکھ کر نظارت دعوۃ و تبلیغ میں بھیجے - جن کے جوابات درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

## مسئلہ کفر و اسلام

**سوال۔** پہلا سوال یہ ہے۔ کہ کیا قادیانیوں کے نزدیک محمد رسول اللہ کا کلمہ منسوخ ہے۔ کیا اس کے اقرار سے کوئی کافر مسلمان ہو سکتا ہے۔ یا نہیں؟ کیا حضرت مسیح موعود نے اس کلمہ کو منسوخ کر دیا ہے کیا میاں صاحب (حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ) نے کوئی نیا کلمہ ایجاد کیا ہے۔ جس طرح کہ انہوں نے مسئلہ ہش نیا قائم کیا ہے؟

**الجواب الاوّل۔** افسوس۔ کہ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لٹریچر تو الگ رہا۔ اپنے امیر مولوی محمد علی صاحب کا تیار کردہ لٹریچر بھی نہیں پڑھا۔ ان کا اپنا اقرار ہے۔ کہ جو شخص مسلمان کہلا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کافر کہتا ہے۔ وُہ باوجود کلمہ پڑھنے کے کافر ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اس نے ایک مسلمان کو کافر کہا۔ پس معلوم ہُوا کہ کافر ہونے کے لئے کلمہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا منسوخ ہونا ضروری نہیں۔ بلکہ اس کی اور بھی وجوہ ہو سکتی ہیں۔ جیسے ایک مسلمان کو کافر قرار دینا وغیرہ۔

**الجواب الثانی۔** ہمارے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک عظیم الشان نبی ہیں۔ اور آپ کا منکر اسی طرح کافر ہے جس طرح حضرت مسیح ناصری کا۔ یا اور انبیاء کا۔ ہاں ان انبیاء کا منکر براہ راست کافر ہوتا تھا۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چونکہ نبوت کے مقام کو براہ راست حاصل نہیں کیا۔ بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے حاصل کیا ہے۔ اس لئے آپ کا منکر بالواسطہ کافر ہوگا۔ مگر کافر ہونے میں کوئی فرق نہیں ہوگا۔ جس طرح پہلے انبیاء کے منکرین کو کافر کہا جاتا ہے۔ اسی طرح آپ کا منکر بھی کافر کہلائے گا۔ خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے:۔

"ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہونچی ہے اور اُس نے مجھے قبول نہیں کیا۔ وُہ مسلمان نہیں ہے"۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۳)

پھر فرمایا۔ فانا ذالک المظہر الموعود والنور المعہود فآمن ولا تکن من الکافرین (خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۷۸) کہ اے میرے مخاطب میں مظہر موعود ہوں اور نور معہود ہُوں۔ تو مجھ پر ایمان لا۔ اور انکار کر کے کافروں میں نہ بن۔

پھر اس بات سے بھی غالباً آپ کو انکار نہ ہوگا۔ کہ لاہوری فریق۔ اور قادیانی جماعت دونوں کے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منکر کے متعلق وُہی حکم ہے۔ جو حضرت مسیح ناصری کے منکرین کے متعلق مولوی محمد علی صاحب فرماتے ہیں:۔

"The Ahmadiyya movement stands in the same relation to Islam in which Christianity stood to Judaism."

(ریویو آف ریلیجنز انگریزی ۱۹۰۶ء)

خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اس سوال کا یہی اصُولی جواب دیا ہے چنانچہ لکھا ہے:۔

"ایک شخص نے سوال کیا۔ کہ آپ کو نہ ماننے والے کافر ہیں۔ یا نہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے جواب دیا۔ مولویوں سے جا کر پوچھو۔ کہ ان کے نزدیک جو مسیح اور مہدی آنے والا ہے۔ اس کو جو نہ مانے گا۔ اس کا کیا حال ہے۔ پس میں وُہی مسیح اور مہدی ہوں۔ جو آنے والا تھا"۔ (بدر ۲ مئی ۱۹۰۸ء)

پس حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے نہ تو کلمہ کو منسوخ قرار دیا۔ اور نہ کلمہ ایجاد کیا۔ بلکہ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحیح تعلیم پیش فرمائی۔

## اختلاف کیوں ہُوا

**دوسرا سوال** یہ ہے۔ کہ "آپ کی خلافت سے قبل مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب باقاعدہ حضرت حکیم الامت نور الدین صاحب کے زمانہ میں خدمات دینیہ انجام دیتے رہے۔ مگر ان کی وفات کے بعد ہی اختلاف شروع ہُوا۔ آخر ایسا کیوں ہُوا؟

**الجواب الاوّل۔** مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ صاحب خلافت اولیٰ میں اس لئے خدمات دینیہ انجام دیتے رہے۔ کہ حضرت حکیم الامت کو خلیفہ اوّل تسلیم کرتے تھے۔ اگر حضور کو یہ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خلیفہ تسلیم نہ کرتے تو ان کی خلافت کے پہلے روز ہی کاٹ کر الگ کر دیئے جاتے۔

**الجواب الثانی۔** حضرت مسیح موعود اور حضرت خلیفۃ المسیح اول کے زمانہ میں جماعت میں کوئی اختلاف نہ تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے آپ کو نبی کہتے تھے۔ کتابوں میں لکھتے تھے اور آپ کے ماننے والوں کا بھی یہی عقیدہ تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول کا بھی یہی مسلک تھا۔ مولوی محمد علی صاحب بھی آپ کو نبی یقین کرتے تھے۔ چونکہ بعد میں انہوں نے اس عقیدہ کو تبدیل کر لیا۔ اس لئے تفرقہ کا موجب بنے۔

ذیل میں مولوی محمد علی صاحب کی چند سابقہ تحریرات پیش کی جاتی ہیں۔ مولوی صاحب ریویو جلد ۶ نمبر ۳ میں لکھتے ہیں۔

"ہر ایک مذہب بیان کرتا ہے۔ کہ موعود پیغمبر کے نزول کے ساتھ نیکی اور بدی اور خدا ترسی اور دُنیا پرستی کے درمیان سخت جنگ ہوگا"۔

مولوی صاحب آیت و آخرین منھم کی تفسیر کرتے ہُوئے لکھتے ہیں:۔

"نیز آخری زمانہ میں ایک ایسی قوم ہوگی جو ابھی ان میں شامل نہیں ہُوئی۔ وُہ قوم بھی انہی لوگوں کی ہمرنگ ہوگی۔ اور ان میں بھی اسی طرح نبی مبعوث ہوگا۔ اور انہیں خدا کی آیات سنائیگا۔ اور انہیں پاک بنائے گا۔ اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دے گا۔ اور خدا غالب اور حکمت والا ہے"۔ (ایضاً)

ان تحریروں سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں مولوی محمد علی صاحب حضور کو نبی مانتے تھے۔ مگر اب انکار کر رہے ہیں۔

## نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام

**تیسرا سوال** یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا ہے۔ کہ "میں مدعی نبوت کو کاذب و کافر سمجھتا ہُوں۔ میں نے نبوت کا دعوےٰ نہیں کیا بلکہ محدثیت کا ہے۔ لفظ نبی بطور ظل استعمال کیا ہے" لیکن میاں صاحب آپ کو نبی قرار دیتے ہیں۔

**الجواب الاوّل۔** اس سوال کا جواب یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک لمبے زمانہ تک نبی کی تعریف میں شریعت لانا یا اس کے بعض احکام کو منسوخ قرار دینا ضروری سمجھا لیکن بعد میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو صراحتاً فرما دیا۔ کہ نبی کے لئے شریعت لانا شرط نہیں۔ اس بیان کی تصدیق میں ملاحظہ ہوں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ ذیل:۔

"اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسُول کے یہ معنے ہوتے ہیں۔ کہ وُہ کامل شریعت لاتے ہیں۔ یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں۔ یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے۔ اور براہ راست بغیر استفاضہ کسی نبی کے خدا تعالےٰ سے تعلق رکھتے ہیں"۔ (مکتوب حضرت اقدس الحکم ۷ اگست ۱۸۹۹ء) لیکن بعد میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے علم پا کر فرمایا:۔

"خدا تعالےٰ کی طرف سے ایک کلام پا کر جو غیب پر مشتمل ہو۔ زبردست پیشگوئیاں ہوں۔ مخلوق کو پہونچانے والا ہو۔ اسلامی اصطلاح کی رُو سے نبی کہلاتا ہے"۔

(تقریر حجۃ اللہ صفحہ ۲ نیز الحکم ۶ مئی ۱۹۰۸ء)

پہلا زمانہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کا ہے۔ اور دُوسرا زمانہ ۱۹۰۱ء کے بعد کا۔ اور وُہ تمام حوالے جن میں آپ نے نبوت سے انکار کیا ہے ۱۹۰۱ء سے پہلے کے ہیں کیونکہ اس زمانہ میں جو آپ نبوت کی تعریف فرماتے تھے۔ اس کے لحاظ سے آپ واقعی نبی نہ تھے۔ ہاں بعد کی تعریف چونکہ آپ کو نبی قرار دیتی تھی۔ اس لئے آپ نے اور مولوی محمد علی صاحب نے آپ کو بارہا نبی لکھا۔ ہاں اتنا فرق ضرور ہے۔ کہ پہلی تعریف خدا تعالےٰ کی طرف سے نہ تھی۔ بلکہ حضور علیہ السلام نے عام مسلمانوں کے عقائد سے خود اخذ کی تھی۔ اور دوسری تعریف جو آپ کو نبی قرار دیتی ہے۔ خدا تعالےٰ کی طرف سے تھی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس حقیقت کا بارہا ذکر فرمایا ہے۔

خاکسار عبد القادر مبلغ سلسلہ

# تحقیق الالسنہ کے متعلق پروفیسر چتین دیبات صاحب کے چیلنج کا جواب

(۵)

## عربی زبان کی آٹھویں خصوصیت

عربی زبان کی آٹھویں اصولی خوبی یہ ہے کہ اس کی گرامر ازروئے قواعد نہائت مختصر مگر بلحاظ اپنے فوائد اور خوبیوں کے ہر قسم کی باریکیوں کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ مثلاً زمانے صرف تین ہوتے ہیں۔ یعنی گزشتہ۔ حال۔ اور مستقبل۔ عربی گرامر نے صرف دو فعل یعنی ماضی اور مضارع وضع کرکے ان تینوں زمانوں کو پوری طرح اپنے اندر لے لیا ہے۔ یعنی یہ دو فعل ہی ان تینوں زمانوں کو پوری طرح بیان کر دیتے ہیں۔ پھر یہی نہیں بلکہ صرف ایک ایک حرف کے لگ جانے سے یہی دونوں فعل ماضی قریب ماضی بعید و ماضی استمراری و مستقبل قریب اور مستقبل بعید حتیٰ کہ شرط و جزا تک کو پوری طرح ادا کر دیتے ہیں۔ ان دونوں کے علاوہ ایک فعل امر کا ہے۔ تو گویا کہ ان تینوں فعلوں سے عربی زبان تمام زمانوں اور ان کے ہر خاص یا عام حصے اور وقت کو بیان کر دیتی ہے۔ اور ساتھ ہی حکم کا کام بھی ادا کر دیتی ہے۔ مثالیں ملاحظہ ہوں۔

| | |
|---|---|
| ذَہَبَ | یَذْہَبُ |
| وہ گیا | وہ جاتا ہے یا جائیگا |
| سَیَذْہَبَ | سَوْفَ یَذْہَبُ |
| وہ ابھی جائیگا | وہ تھوڑی دیر بعد جائیگا |
| لَوْ ذَہَبَ | اِنْ ذَہَبَ |
| میں جاتا | میں جاؤں گا |
| اگر وہ جاتا | اگر وہ جائے گا |
| قَدْ ذَہَبَ | کَانَ ذَہَبَ |
| وہ ابھی گیا تھا | زمانہ ہوا جب وہ گیا تھا |

کَانَ یَذْہَبُ
وہ جایا کرتا تھا

ناظرین غور فرمائیں کہ صرف دو فعلوں نے ماضی[۱]۔ حال[۲]۔ مستقبل[۳]۔ ماضی قریب[۴]۔ ماضی بعید[۵]۔ ماضی استمراری[۶]۔ مستقبل قریب[۷]۔ مستقبل بعید[۸]۔ اور شرط[۹] و جزا[۱۰] تک کو پوری طرح بیان کر دیا ہے۔ اب اس سے بڑھ کر کمال کسی زبان کا اور کیا ہو سکتا ہے۔ کہ صرف دو فعل بنا کر ان سے سوائے حکم کے باقی تمام کے تمام فعلوں کا کام لے لے۔ اور پھر لطف یہ کہ ہر زمانہ کے قریب و بعید حصول تک کو بھی نہ چھوڑے۔ اور یہ عربی زبان کا وہ کمال ہے۔ جسے دنیا کی کوئی اور زبان اپنے اندر دکھا نہیں سکتی۔

اس کے مقابلہ میں سنسکرت کو دیکھئے کہ اس نے سوائے فعل امر کے دس اور فعل بنائے ہیں جن کے نام یہ ہیں۔ (۱) لَٹ (۲) لِٹ (۳) لُٹ (۴) لُٹ (۵) لِرٹ (۶) لَرنگ (۷) لِنگ (۸) اشیر لنگ (۹) لیٹ (۱۰) لُنگ۔ اور ان کے بنانے کے قواعد بڑے لمبے چوڑے اور مشکل ہیں۔ پھر یہ دس فعل بھی تینوں زمانوں کو پوری طرح بیان نہیں کر سکتے۔ یعنی زمانوں کے حصص قریب و بعید اور استمرار وغیرہ کو بیان کرنے میں ویسے ہی عاجز ہیں جیسے گونگا انسان اپنی حاجت کو صاف الفاظ میں پیش کرنے میں عاجز ہوتا ہے۔ نتیجہ یہ نکلا۔ کہ جیسے سنسکرت زبان اپنے مفردات کے اعلیٰ نہ ہونے کے لحاظ سے ناقص ہے۔ اسی طرح اپنی گرامر کے ادھورے ہونے کے لحاظ سے ناقص ہے۔

## نویں خصوصیت

عربی زبان کی گرامر کے قاعدے نہائت مختصر آسان مگر ایسے جامع ہیں۔ کہ ایک قاعدے کے ماتحت سارے کے سارے مصدر استعمال کرنے کے قابل بن جاتے ہیں۔ مثلاً فعل مضارع بنانے کا یہ قاعدہ ہے۔ کہ اتین میں سے کسی ایک حرف کو ماضی کے پہلے لگا کر آخری حرف کو پیش دے دو۔ جیسے فَعَلَ سے یَفْعَلُ یہ بظاہر چند الفاظ ہیں۔ مگر اتنے جامع ہیں۔ کہ عربی کا کوئی مصدر ایسا نہیں جس کو یہ فعل مضارع بنا کر استعمال کے قابل نہ بنا دیں۔ وہ مصدر چاہے سہ حرفی ہو یا چہار حرفی یا کسی اور قسم کا۔ یہ قاعدہ سب پر یکساں کارگر ہوگا۔ مگر سنسکرت زبان کی یہ حالت ہے۔ کہ ایک فعل مضارع کے لئے اس نے تین فعل بنائے ہوئے ہیں۔ لَٹ۔ لِرٹ۔ لُٹ مصدر سے فعل مضارع بنانے سے پہلے ایک اور مصیبت یہ ہے۔ کہ سب مصادر کے آٹھ گروہ بنا کر انہیں آٹھ حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ وہ آٹھ حصے یہ ہیں۔ بھوادی[۱] گن۔ ادادی[۲] گن۔ جرادی[۳] گن۔ کریادی[۴] گن۔ دوادی[۵] گن۔ جہونیادی[۶] گن۔ رُودھادی[۷] گن۔ سوادی[۸] گن۔ اس اعتبار سے یہ مصادر کی آٹھ قسمیں ہوئیں۔ ان کے مصادر کی آگے پھر تین تین قسمیں ہیں۔ پرسمی[۱] پدی۔ آتمنے[۲] پدی۔ اُبھے[۳] پدی۔ اس تقسیم سے مصادر کی چوبیس قسمیں بن گئیں۔ پھر فعلوں کی ضمیریں بھی جن سے فعل مضارع بنتا ہے دو دو قسم کی ہیں۔ پرسمی پدی آتمنے پدی۔ بعض مصدروں پر پہلی قسم کی ضمیریں لگانے سے فعل مضارع بنتا ہے۔ اور بعض مصدروں پر دوسری قسم کی ضمیریں لگانے سے اور بعض پر دونوں قسموں کے لگانے سے فعل مضارع بنتا ہے۔ مگر ان ضمیروں کے جوڑنے میں ایک اور مصیبت یہ ہے کہ پہلی آٹھوں قسموں کے لحاظ سے شپ وغیرہ خاص الفاظ ہیں جن کے مصدر پر لائے بغیر اس پر مضارع کی ضمیر نہیں لائی جاسکتی اور یہ شپ وغیرہ الفاظ آٹھوں قسموں کے مصادر کے لئے الگ الگ ہیں۔ پھر یہ الفاظ بھی پورے کے پورے باقی نہیں رکھے جاتے۔ بلکہ نام کو سارا "شپ" جوڑینگے مگر حقیقت میں ش اور پ دونوں کو حذف کرکے یہ کہدیں گے۔ کہ ان دونوں کے درمیان میں ایک حرف "ا" ہے۔ اس کو جوڑا گیا ہے۔ تاکہ ضمیر جوڑی جاسکے۔ اور ضمیروں کے ساتھ بھی یہی سلوک ہوگا۔

ماحصل یہ کہ بے فائدہ زیادتی کے علاوہ حذف و تبدیلی کا طوفان بھی ہر جگہ اس میں موجیں مارے گا۔ تب فعل مضارع بنے گا۔ ان دس فعلوں کے علاوہ اور بھی بہت سے الفاظ اس کی گرامر میں آتے ہیں جن کو کیرتتے کہتے ہیں۔ اور وہ بھی مصدر کے ساتھ جڑ کر فعل کا کام دیتے ہیں۔ مگر یہ حقیقت ہے۔ کہ عربی گرامر جو کام صرف اپنے دو فعلوں سے لیتی ہے سنسکرت وہ کام اپنے دس فعلوں اور سینکڑوں پرتوں سے بھی نہیں لے سکتی۔ حالانکہ ان فعلوں کو بنانا اور استعمال کرنا اس قدر مشکل ہے۔ کہ بڑے بڑے پنڈت بھی غلطی کر جاتے ہیں۔ یہ سنسکرت زبان کی وہ اصولی خامی ہے جس کو آج قابل ہندو بھی محسوس کر رہے ہیں۔ مجھے خوب یاد ہے کہ بنارس کے اکثر پنڈت مجھے کہا کرتے تھے۔ کہ اگر سنسکرت زبان میں سے اکثر بے فائدہ فعل اور مصادر کے آٹھ گروہ والی تقسیم کے قواعد نکال دیئے جائیں تو یہ زبان کچھ ٹھیک ہو سکتی ہے۔ ایسے ہی اور بہت سی خامیاں اس زبان کی گرامر میں بھری پڑی ہیں۔

## دسویں خصوصیت

عربی زبان میں ایک اور اصولی خوبی یہ ہے۔ کہ اس کی گرامر نے اسماء اور افعال کے علاوہ ایک قسم حروف کی رکھی ہے۔ اور ان کا استعمال کرنا نہائت آسان ہے کوئی ان کی گردان نہیں۔ کوئی ان میں حذف یا تبدیلی نہیں کرنی پڑتی۔ بلکہ ان کی اصلی شکل میں ان کو اسماء اور افعال کے ساتھ لگا دیا جاتا ہے۔ اور یہ کام اتنا بڑا کرتے ہیں۔ جس کو سنسکرت زبان کے دس افعال ملکر بھی نہیں کر سکتے۔ یعنی اسماء کی مختلف حالتوں اور ان کی باریک در باریک حرکتوں کو نہائت وضاحت کے ساتھ بیان کر دیتے ہیں۔ اسی طرح فعلوں پر داخل ہو کر زمانے کے مخصوص حصوں اور تاکید عدم تاکید وغیرہ حالتوں تک کو بیان کر دیتے ہیں۔ مگر سنسکرت زبان کی گرامر اپنے پھیلاؤ کے لحاظ سے تو عربی گرامر سے پندرہ گنا زیادہ ہے۔ لیکن اس خوبی سے بالکل خالی ہے۔ اس وجہ سے ایک تو ہر قسم کی باریکیوں اور زمانوں کے مخصوص حصوں اور تاکید عدم تاکید وغیرہ کو سنسکرت گرامر قطعاً بیان نہیں کر سکتی۔ اور دوسرے جب اس نے دیکھا۔ کہ اسماء کی مختلف حالتیں بیان نہیں ہو رہیں۔ تو اس نے مجبور ہو کر بجائے حروف کو رکھنے کے اسموں کی بھی گردانیں کرنی شروع کر دیں۔ اور اسموں کی گردانوں کا سلسلہ سنسکرت زبان میں ایسا مشکل اور لمبا ہے۔ کہ افعال کی گردانوں کی اس

کے مقابلے میں کوئی حقیقت نہیں فعل کے سنسکرت زبان میں نو صیغے ہیں۔ مگر ہر اسم کی گردان چوبیس صیغوں پر جا کر ختم ہوتی ہے۔ اور جیسے فعل میں ضمیریں اور پرتّے سنسکرت جوڑتی ہے۔ ویسے ہی اسماء کی گردانیں کرتے وقت جوڑتی ہے جیسے افعال کو بناتے اور گرداننے وقت زائد الفاظ کا اوپرے آنا۔ اور پھر اس میں حذف و تبدیلی کا طوفان لاتی ہے ویسے ہی اسماء کو گرداننے وقت ان پر زائد الفاظ لاتی ہے۔ اور ان میں حذف و تبدیلی کا سلسلہ جاری کرتی ہے۔ اس کے آگے ایک اور مصیبت یہ ہے۔ کہ اسماء کی گردانوں کے لئے بھی کوئی ایسا کلیہ قاعدہ نہیں جس کی رو سے سب کے سب مذکر اسماء ایک ہی قاعدے کے ماتحت گردانے جائیں۔ اور سب کے سب مؤنث اسماء دوسرے ایک قاعدے کے نیچے آجائیں۔ بلکہ جیسا افعال میں مصادر کی قسمیں اور گن بنا بنا کر اور ضمیروں کی کئی قسمیں بنا بنا کر اُسے ایک پُرخار جنگل بنا دیا ہے۔ ویسے ہی اسموں کی گردانوں میں ہے۔ ایک طالب علم نے جو دس بارہ قاعدے یاد کر کے "رام" کی گردان کرنی سیکھی ہے، وہ قاعدے "چرنو" اسم کی گردان کے وقت بالکل بے کار ہونگے۔ پھر "چرنو" کی گردان جن قاعدوں کو یاد کر کے کی جاسکتی ہے۔ وہ قاعدے "ہری" اسم کی گردان کے وقت بے کار ہوں گے۔ حالانکہ یہ تینوں اسم مذکر ہیں۔ ماحصل یہ کہ اسماء کی گردانوں کا سلسلہ سنسکرت زبان میں افعال کی گردانوں سے بھی زیادہ لمبا اور مشکل ہے۔ اور باوجود اس کے اسماء کی باریک در باریک حالتوں کو بیان کرنے سے یہ سارا سلسلہ قاصر ہے۔ مگر عربی زبان نے چند حروف ایسے ایجاد کر دیئے ہیں۔ جن کی نہ کوئی گردان نہ انمیں تبدیلی۔ نہ ان میں حذف و زیادتی کا سلسلہ ہے۔ مگر کام وہ دیتے ہیں جو سنسکرت زبان کے اسماء اور افعال ملکر بھی نہیں دے سکے۔

خاکسار ناصر الدین عبداللہ مولوی فاضل

# بخاری شریف کا درس

(از حضرت میر محمد اسحاق صاحب)

جیسا کہ بہت سے دوستوں کو معلوم ہے۔ میں مسجد اقصیٰ میں روزانہ بخاری شریف کا درس دیا کرتا ہوں۔ اس درس کے نوٹ ایک دو سال سے اخبار "الفضل" میں گاہے گاہے شائع ہوتے رہتے ہیں۔ یہ نوٹ جامعہ احمدیہ کے ایک طالب علم مولوی محمود احمد صاحب خلیل شاہپوری مرتب کرتے ہیں۔ اور شائع ہونے سے قبل یہ نوٹ مجھے دکھائے نہیں جاتے کیونکہ باوجود مولوی صاحب مذکور کی خواہش کے میں نے ان نوٹوں کے دیکھنے سے بسبب طبیعت کی علالت سستی اور کچھ بسبب کم فرصتی کے معذوری ظاہر کی تھی۔ ان نوٹوں کے دیکھنے سے بعض دفعہ مجھے محسوس ہوا ہے۔ کہ بعض معلومات مولوی صاحب خود اپنی تحقیق سے بھی شامل مضمون کر لیا کرتے ہیں۔ مثلاً "الفضل" کے ایک گذشتہ پرچہ میں جو نوٹ شائع ہوئے ہیں۔ ان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک یہودی کے جادو کرنے کے بارے میں جو حدیث بخاری میں آئی ہے۔ اس کے متعلق میرے نوٹ دیتے دیتے مولوی صاحب نے قرآن مجید کی آیت ان تتبعون الّا رجلاً مسحوراً میں مسحوراً کے معنے کھانا کھانے والا کئے ہیں۔ مگر میں نے اپنے سبق میں یہ معنے بیان نہیں کئے تھے۔ میرا یہ مطلب نہیں۔ کہ یہ معنے غلط ہیں یا صحیح۔ بلکہ میرا لکھنے کا مقصد صرف یہ ہے۔ کہ بے شک مولوی صاحب "الفضل" میں میرے درس کے نوٹ ہی دیا کرتے ہیں۔ اس طرح پر تو وہ میری بیان کردہ باتوں کو سنتے وقت مختصر طور پر نوٹ کر کے پھر بعد میں کسی فرصت کے دن اپنے حافظہ پر زور ڈال کر حتی الوسع میرے مفہوم کو اپنے الفاظ میں ادا کرتے ہیں۔ اور چونکہ وہ اپنے طور پر بھی بخاری پڑھ چکے ہیں۔ اور سلسلہ عالیہ کی کتب یا حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ کے درس کی باتیں بھی لوگوں سے سنتے رہتے ہیں۔ اسلئے میری باتوں کے علاوہ اپنی مزید تحقیق بھی ضمناً درج کر دیتے ہیں۔ یہ میں اس لئے لکھتا ہوں۔ کہ آئندہ نسلیں اور احمدیت کے وارث ہم لوگوں کی تحریروں کو کیونکہ ہم احمدیت کی قرن اوّل کے لوگ ہیں۔ ایک خاص مرتبہ دیں گے۔ اور ہم لوگ حسب حیثیت پچھلے لوگوں کے لئے ایک اتھارٹی سمجھے جاویں گے۔ اس لئے ضروری ہے کہ تاریخ سلسلہ کو درست رکھنے کے لئے میں یہ امر پچھلے لوگوں پر واضح کر دوں کہ میرے درس کے نوٹ عموماً میرے اور بعض بعض نوٹ مرتب کے اپنی تحقیق کے نتیجہ میں ہوتے ہیں۔ اور خواہ میں ہوں جو درس دیتا ہوں یا مولوی محمود احمد صاحب ہوں۔ جو میرے نوٹ لے کر درس الحدیث مرتب کرتے ہیں۔ ہم دونو اپنی اپنی جگہ نیک نیتی سے محض لوگوں کے علمی فائدہ کے لئے یہ ساری کاروائی کرتے ہیں۔ لیکن نہ میرا درس غلطی سے خالی نہ ان کی ترتیب خطا سے مبرا ہے۔ ہاں ہم اپنی طرف سے کوشش کر کے حضور علیہ السلام کے پاک و مبارک اقوال کے معنے بیان کرتے اور شائع کرتے ہیں۔ یہ کام تو ہمارا ہے۔ اب پڑھنے والوں کا فرض ہے۔ کہ وہ ہمارے نوٹوں کو غور سے پڑھیں۔ پھر جو درست معلوم ہوں۔ اُن سے فائدہ اٹھائیں۔ اور ہمارے درجات کی بلندیوں کیلئے دعا فرمائیں۔ لیکن ہمارے جو نوٹ قرآن یا حدیث یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام یا آپ کے خلفاء یا لغت عرب یا عقل کے خلاف معلوم ہوں۔ تو انہیں ہماری غلطی پر محمول کر کے ہماری مغفرت کی دعا فرمادیں۔ ہم احمدی تو کسی غیر مامور کے مقلد نہیں۔ ہم تو صرف قال اللہ اور قال الرسول کو یقینی درست اور حتمی صحیح سمجھتے ہیں۔ اس لئے کوئی اہل علم غلطی سے خالی نہیں۔ پس ہمیں خذ ما صفا ودع ما کدر پر عمل کرنا چاہیئے۔ یعنی

جو ہو مفید لینا جو بد ہو اس سے بچنا

درس الحدیث کے اس مضمون میں یہ بھی لکھا گیا ہے۔ کہ صوفی محمد جان صاحب لدھیانوی نے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ ایک کتاب طب روحانی نام لکھی تھی۔ اس بیان میں دو غلطیاں ہیں۔ ایک یہ کہ حضرت صوفی صاحب کا نام احمد جان تھا۔ نہ کہ محمد جان۔ دوم یہ کہ غالباً وہ اصطلاحاً صحابی نہیں کہلا سکتے۔ کیونکہ گو وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو براہین احمدیہ کی وجہ سے مجدد سمجھتے تھے۔ مگر ابھی دعویٰ مسیحیت اور بیعت کا زمانہ نہ آیا تھا۔ کہ حضرت صوفی صاحب موصوف کا انتقال ہو گیا۔ اس لئے بظاہر یہی صحیح معلوم ہوتا ہے۔ کہ انہیں صحابی نہ کہا جاوے ہاں اگر مجددیت کے زمانہ قبل از بیعت کے لوگوں کو صحابہ کہنا درست ہے۔ تو پھر بے شک حضرت صوفی احمد جان صاحب لدھیانوی صحابۂ حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں شامل کئے جاسکتے ہیں۔ چونکہ یہ مضمون ناظر صاحب تالیف و تصنیف کے صیغہ سے تعلق رکھتا ہے۔ اس لئے میں امید کرتا ہوں۔ کہ وہ اخبار الفضل کے ذریعہ جماعت کے دوستوں کی آگاہی کے لئے یہ امر شائع فرماویں گے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ وہ کن لوگوں کو سمجھتے ہیں۔ اور یہ کہ مجددیت کی تصدیق کرنے والے مگر بیعت کے قبل تصدیق پر قائم رہتے ہوئے فوت ہو جانے والوں کو صحابۂ مسیح موعود علیہ السلام کا نام دینا درست ہے یا نہیں؟

## مبلغین اور سکرٹریان تعلیم و تربیت توجہ فرمادیں

مبلغین اور سیکرٹری صاحبان تعلیم و تربیت کی توجہ کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ وہ ہر گذشتہ ماہ کی رپورٹ آئندہ ماہ کی ۱۰ تاریخ تک ارسال کر دیا کریں۔ اس بارہ میں پہلے بھی توجہ دلائی جاتی رہی ہے۔ مگر کچھ عرصہ کے بعد احباب خاموشی اختیار کر لیتے ہیں۔ جو درست طریق نہیں۔ آئندہ کے لئے متعلقہ عہدیداران نظارت ہذا کی یہ ہدایت نوٹ فرمالیں۔ اور اس کے مطابق عمل کریں۔

ناظر تعلیم و تربیت

# میاں محمد صادق صاحب کی راستگوئی کا نمونہ

قانونِ شہادت کے رو سے واقعات حاضرہ کے متعلق سنی سنائی بات علم نہیں کہلاتی۔ اس لئے جب کوئی گواہ عدالت میں کہتا ہے۔ کہ میں نے فلاں حادثہ کے متعلق لوگوں سے یہ سنا ہے تو عدالت کی اصطلاح میں اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ مجھے علم نہیں ہے۔ اور یہی ریکارڈ پر آتا ہے کیونکہ عدالت کی اصطلاح میں ذاتی علم ہی علم کہلاتا ہے۔ یہ اتنی مشہور اور معروف بات ہے کہ قانون دان اور وکلا تو کجا جن لوگوں کو عدالتوں میں بطور گواہ کبھی پیش ہونا پڑا ہے وہ بھی اس کو جانتے ہیں۔ اس لئے یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ میاں محمد صادق صاحب ریٹائرڈ ڈی ایس۔ پی کو اس معروف امر کا علم نہ ہوگا اور اس عدم علم کی بناء پر انہوں نے زندہ راستبازوں کے سردار سیدنا حضرت محمود ایدہ اللہ بنصرہ کو عدالت میں یہ کہنے پر کہ مجھے علم نہیں کہ محمد حسین عبدالکریم مباہلہ والا کا ضامن تھا۔ نعوذ باللہ "جھوٹ بولنے والا خلیفہ" قرار دیا۔ یقیناً میاں صاحب کو عدالت کی اصطلاح کا پتہ ہے۔ اور انہوں نے عمداً جماعت احمدیہ کی دلآزاری کے لئے اس قسم کے الفاظ لکھے۔ چونکہ ان کے اس "مقام غور" کے جواب میں الفضل میں متعدد مقالات شائع ہو چکے ہیں۔ اس لئے میں اب میاں صاحب موصوف اور ان کے رفقاء کے لئے مقام عبرت پیش کرتا ہوں۔ دل سے غور فرمائیں۔

میں نے الفضل ۹ فروری میں ایک مختصر نوٹ بعنوان "جناب مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ساتھیوں کے نزدیک کسی غیر احمدی کلمہ گو کا جنازہ جائز نہیں" شائع کرایا جس میں لکھا

"۲۳ جنوری ۱۹۴۱ء کو ہمارا وفد مبلغین جناب مولوی محمد علی صاحب کی کوٹھی پر ان سے ملا تھا۔ انہوں نے کلمہ گو اور نمازی مکفرین اور مکذبین کے جنازہ پڑھنے کو اپنی غیرت کے خلاف بتلایا۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ کیا ایسے لوگوں کا جنازہ پڑھنا جائز ہے جو منہ سے اسلام کا دعوی کرتے ہیں کلمہ پڑھتے ہیں مگر درحقیقت منافق ہیں تو پہلے انہوں نے فرمایا کہ ہاں جائز ہے لیکن جب میں نے قرآن مجید کی آیت ولا تصل علیٰ احد منھم مات ابدا سنائی کہ اس میں تو منافقوں کے جنازہ کی ممانعت کی گئی ہے۔ تو جناب مولوی صاحب نے فرمایا کہ ہاں منافق کا جنازہ بھی ناجائز ہے خواہ وہ کلمہ پڑھتا ہو اور نمازیں ادا کرتا ہو۔"

اس حصہ بیان کے متعلق (جس کی تردید کا حق اگر خدانخواستہ وہ غلط ہو تو صرف مولوی محمد علی صاحب کو پہنچتا ہے) میاں محمد صادق صاحب لکھتے ہیں۔

"۲۷ جنوری ۱۹۴۱ء کو حضرت امیر ایدہ اللہ سے مولوی اللہ دتا صاحب کی کوئی گفتگو نہیں ہوئی۔ اور اس سے قبل اگر کوئی بات چیت ہوئی تو مجھے اس کا علم نہیں" (پیغام صلح ۱۲ فروری)

مولوی محمد علی صاحب سے ۲۷ جنوری ۱۹۴۱ء کو گفتگو کرنے کا چونکہ میرے مضمون میں کوئی ذکر نہیں اس لئے میاں محمد صادق صاحب کا اس کی نفی کرنا بلا ضرورت ہے ہاں اس مضمون میں ۲۳ جنوری کو مولوی صاحب موصوف سے گفتگو کرنے کا ذکر ہے۔ مگر اس کے متعلق میاں صاحب لکھتے ہیں:۔ اس (۲۷ جنوری ۱۹۴۱ء) سے قبل اگر کوئی بات چیت ہوئی تو مجھے اس کا علم نہیں"

گویا میاں محمد صادق صاحب ۱۲ فروری کو شائع ہونے والے نوٹ میں یہ بیان کرتے ہیں۔ کہ انہیں بوقت تحریر ہذا اس بات کا علم نہیں کہ ۲۷ جنوری ۱۹۴۱ء سے قبل بالخصوص ۲۳ جنوری ۱۹۴۱ء کو خاکسار کی مولوی محمد علی صاحب سے کوئی بات چیت ہوئی" ہے مگر میں پورے وثوق سے کہتا ہوں کہ میاں محمد صادق صاحب کا یہ بیان درست نہیں۔ ان کو اس تحریر کے وقت قطعی اور یقینی طور پر علم تھا کہ ۲۳ جنوری ۱۹۴۱ء کو خاکسار اور مولوی محمد علی صاحب میں "کوئی بات چیت ہوئی" ہے۔ اس کا ثبوت حسب ذیل ہے۔

(۱) میاں محمد صادق صاحب اسی ۱۲ فروری والے مضمون میں لکھتے ہیں۔

"حقیقت صرف اس قدر ہے کہ اول مولوی اللہ دتا صاحب اور بعض دیگر مبلغ صاحبان ۲۳ جنوری ۱۹۴۱ء کو پھرتے پھراتے مسلم ٹاؤن (جہاں مولوی محمد علی صاحب کی کوٹھی ہے) جا پہنچے۔ اس کا مجھے بعد میں علم ہوا"

(۲) ذرا آگے چل کر لکھتے ہیں:۔

"احمدیہ بلڈنگس پہنچنے پر معلوم ہوا کہ مولوی اللہ دتا صاحب ابھی لاہور میں ہی تشریف رکھتے ہیں۔ اور کچھ دن تبلیغ کے لئے قیام فرمائیں گے چنانچہ ان کی خدمت میں رقعہ لکھا گیا کہ وہ اگلے دن یعنی ۲۷ جنوری ۱۹۴۱ء کو مع ہمراہی مبلغان خود میرے غریب خانہ پر تشریف لا کر چائے نوش فرمائیں"

ان ہر دو بیانات سے ظاہر ہے کہ میاں محمد صادق صاحب کو علم تھا۔ کہ ہمارا وفد مبلغین ۲۳ جنوری ۱۹۴۱ء کو مسلم ٹاؤن گیا۔ اور یہ بھی علم تھا۔ کہ ہمارا لاہور میں قیام "تبلیغ کے لئے" تھا۔ اسی علم کی بناء پر انہوں نے ۲۶ جنوری کو مجھے حسب ذیل دعوتی رقعہ لکھا۔

(۳) "جمعرات (۲۳ جنوری) کو آپ مسلم ٹاؤن تشریف لے گئے۔ میں بھی وہیں رہتا ہوں۔ افسوس کہ آپ نے مجھے فراموش کر دیا۔"

ان الفاظ سے ثابت ہے کہ ۲۶ جنوری کو میاں محمد صادق صاحب کو یقیناً یہ علم تھا۔ کہ ہم ۲۳ جنوری کو مسلم ٹاؤن میں بغرض تبلیغ گئے۔ اور ہم نے مولوی محمد علی صاحب سے "بات چیت" کی اسی وجہ سے انہوں نے اظہار افسوس کیا کہ ہم نے ان کو کیوں فراموش کر دیا۔ رقعہ کا فقرہ "میں بھی وہیں رہتا ہوں" معنی خیز ہے۔

کیا ان حالات کے باوجود میاں محمد صادق صاحب کا یہ کہنا کہ "اس (۲۷ جنوری) سے قبل اگر کوئی بات چیت ہوئی تو مجھے اس کا علم نہیں" درست سمجھا جا سکتا ہے؟

(۴) ۲۷ جنوری کو جب میاں صاحب موصوف کی کوٹھی پر گفتگو ہوئی۔ تو وہاں مرزا مظفر بیگ صاحب سابق مبلغ غیر مبائعین بھی موجود تھے۔ اور یہ صاحب اس وقت جناب مولوی محمد علی صاحب کی کوٹھی پر بھی موجود تھے۔ جب ۲۳ جنوری کو ہم نے مولوی صاحب سے "بات چیت" کی تھی۔ میاں محمد صادق صاحب کے سامنے ان کی کوٹھی پر ۲۷ جنوری کو میں نے کہا تھا۔ کہ جس طرح سید اختر حسین صاحب نے پہلے یہ کہہ دیا کہ منافقین کا جنازہ جائز ہے مگر آیت ولا تصل علیٰ احد منھم مات ابدا سن کر کہا۔ کہ نہیں منافقین کا جنازہ جائز نہیں۔ اسی طرح مولوی محمد علی صاحب نے جمعرات والی "بات چیت" میں پہلے فرمایا کہ منافقوں کا جنازہ جائز ہے۔ مگر جب میں نے آیت قرآنی سنائی تو کہنے لگے کہ منافقوں کا جنازہ ناجائز ہے۔ میرے اس بیان کی تردید میاں صاحب ہرگز نہیں کر سکتے کیا وہ حلفاً کہہ سکتے ہیں کہ ۲۷ جنوری کو ان کی کوٹھی پر یہ ذکر نہ آیا تھا؟

مندرجہ بالا چار شہادتوں سے ثابت ہے کہ ۲۷ جنوری تک میاں محمد صادق صاحب کو بہرحال معلوم ہو چکا تھا کہ ہم ۲۳ جنوری ۱۹۴۱ء کو مسلم ٹاؤن گئے۔ مولوی محمد علی صاحب سے ملے اور ہمارے اور ان کے درمیان بات چیت ہوئی۔ مگر مقام حیرت ہے کہ اس علم کے باوجود میاں صاحب نے ۱۲ فروری کے پیغام صلح میں لکھ دیا۔

"۲۷ جنوری ۱۹۴۱ء کو حضرت امیر ایدہ اللہ سے مولوی اللہ دتا صاحب کی کوئی گفتگو نہیں ہوئی اور اس سے قبل اگر کوئی بات چیت ہوئی تو مجھے اس کا علم نہیں۔"

اب میاں محمد صادق صاحب ہی بتائیں کہ "مجھے اس کا علم نہیں" کیونکر درست ہو سکتا ہے۔

خاکسار:۔ ابو العطاء جالندھری

ریویو

## اُسوہ حسنہ
یا
## اسلامی اخلاق

حضرت میر محمد اسحاق صاحب نے درسی کتب کے سائز پر قریباً دو سو صفحہ کی ایک کتاب اسوہ حسنہ یا اسلامی اخلاق کے نام سے مرتب کی ہے۔ جس میں اخلاق فاضلہ کے متعلق رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پانچ سو احادیث کا عام فہم وسلیس اردو ترجمہ درج کیا گیا ہے۔

یہ ارشادات ۴۵ مختلف عنوانات پر مشتمل ہیں۔ جن میں تمام اعلیٰ اخلاق آ گئے ہیں۔

احمدی مردوں۔ عورتوں اور بچوں کو نہ صرف ان کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ بلکہ انہیں اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ قیمت ۶/ رہے ہے۔

اور ملنے کا پتہ مکتبہ احمدیہ قادیان

---

## ضروری اعلان

زین العابدین صاحب افغان سکنہ دولت زئی ڈاک خانہ گرڈھی کاپور ضلع مردان جو کچھ عرصہ قادیان میں رہے ہیں۔ اور انہوں نے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالے بنصرہ العزیز کی بیعت بھی کی ہوئی ہے۔ اُن کے متعلق بعض ایسے حالات معلوم ہوئے ہیں۔ جن کی بنا پر یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچ چکا ہے۔ کہ وہ قابل اعتماد نہیں ہیں۔ لہذا احباب جماعت کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ اُن سے محتاط رہیں۔

ناظر امور عامہ سلسلہ احمدیہ قادیان

---



---



---



---



---

# ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

**قاہرہ ۱۷ فروری** - برطانی ہیڈ کوارٹر سے اعلان کیا گیا ہے کہ اس وقت مصر اریٹریا اور سوڈان کے علاقہ میں ایک بھی اطالوی سپاہی باقی نہیں سب بھاگ گئے ہیں۔

**لنڈن ۱۷ فروری** صوفیہ سے اطلاع ملی ہے کہ بلگیریا اور ترکی میں غیر جارحانہ معاہدہ پر دستخط ہو گئے ہیں۔ دو نو ملکوں میں اس بات پر زور دیا جا رہا ہے کہ اس معاہدہ کا صورت حالات پر کوئی زیادہ اثر نہیں پڑے گا۔ تاہم ترکی کے وزیر خارجہ نے کہا کہ یہ معاہدہ بلقانی ممالک میں شاید کوئی نئی الجھن نہ پیدا ہونے دے۔ اس میں یہ کوئی ذکر نہیں کہ اگر جرمنوں نے بلغاریہ میں سے گذرنا چاہا۔ تو ترکی کا رد یہ کیا ہوگا۔ اور یہ بھی مطلب نہیں کہ بلغاریہ جرمنی کا ساتھ نہیں دے گا۔ ابھی لنڈن سے اس کے متعلق کوئی سرکاری اعلان تو نہیں ہؤا۔ مگر ذمہ دار لوگوں کی رائے ہے کہ اس کا آج کل کی حالت پر کوئی خاص اثر نہیں پڑے گا۔ کیونکہ اب بلغاریہ میں بہت بڑی تعداد میں جرمن فوجی پہنچ چکے ہیں۔ صوفیہ کے برطانی سفیر نے بیان کیا ہے۔ کہ بلغاریہ کے متعلق برطانیہ کی پالیسی یہ ہے کہ وہ غیر جانبدار اور آزاد رہے۔

**ٹوکیو ۱۸ فروری** - آج ایک ذمہ دار جاپانی افسر نے بیان کیا۔ کہ مشرق بعید میں گڑبڑ کی غلط افواہیں پھیل رہی ہیں۔ ہم نہ صرف یہاں بلکہ تمام مشرقی ایشیا میں سابق حالات برقرار رکھنے اور جھگڑے چکانے کی پوری پوری کوشش کریں گے۔ مگر اس کے ساتھ ہی جاپانی اخبار برطانیہ پر سخت جھوٹے الزام لگا رہے ہیں۔

**لنڈن ۱۸ فروری** - گذشتہ شب جرمن طیاروں نے انگلستان کے بعض علاقوں پر ہوائی حملے کئے۔ لنڈن کے علاقہ میں ۳½ گھنٹے حملہ ہوتا رہا۔ مگر جانی نقصان بہت کم ہؤا۔ بعض جگہ آگ لگی جسے فوراً بجھا دیا گیا۔

**واشنگٹن ۱۸ فروری** آج یہاں امریکہ کے انڈر سکریٹری فارسٹیٹ مسٹر سمر ویلز نے ایک بیان میں کہا کہ جن ممالک پر جرمن قبضہ ہے۔ بین الاقوامی قانون کے مطابق ان کے رہنے والوں کا پیٹ بھرنا بھی اس کے فرائض میں داخل ہے بلجیم کے لوگوں کو کھانے پینے کا سامان مہیا کرنے کی جو تجویز مسٹر ہوور نے کی تھی۔ اسی وجہ سے حکومت امریکہ نے اسے درخور اعتنا نہیں سمجھا۔

**رنگون ۱۸ فروری** - برما اسمبلی کے بجٹ سیشن کا افتتاح کرتے ہوئے گورنر برما نے آج اپنی تقریر میں کہا ہم اکیلے نہیں ہیں۔ اگر برما پر حملہ ہؤا۔ تو یہ ساری برطانی سلطنت اور اس کے ساتھیوں پر حملہ متصور ہوگا۔

**دہلی ۱۸ فروری** برما اور ہندوستان میں تجارتی گفت وشنید کے غیر سرکاری مشیروں نے آج کامرس ممبر۔ فنانس ممبر اور سرکاری مشیروں سے ملاقات کی

**واشنگٹن ۱۸ فروری** امریکن سینیٹ کے بہت سے ممبر برطانیہ کو مالی امداد دینے کے بل کی حمایت کر رہے ہیں۔

**بخارسٹ ۱۷ فروری** رومانوی گورنمنٹ نے سول سروس اور فوجی ملازمت سے تمام یہودیوں کو نکال دیا ہے۔ یہودی ڈاکٹروں اور وکیلوں کی رجسٹریشن بھی منسوخ کر دی ہے۔ تجارت کے سلسلہ میں ان پر شدید پابندیاں عائد کر دی ہیں۔ حتیٰ کہ پبلک تفریح گاہوں کا انتظام کرنے کی بھی ممانعت کر دی گئی ہے۔

**گوجرانوالہ ۱۷ فروری** - سردار اوتار سنگھ بیرسٹر ممبر پراونشل کانگریس کمیٹی ۱۳ جولائی کو قتل کر دئیے گئے تھے۔ حملہ آور بھی ایک اور سکھ کے ہاتھوں ہلاک ہو گیا تھا۔ پولیس نے اس قتل کے الزام میں مزید تین مسلمانوں کا چالان کیا تھا۔ جنہیں آج سردار بہادر تیجا سنگھ سیشن جج نے بے گناہ قرار دیتے ہوئے بری کر دیا۔

**لنڈن ۱۸ فروری** بحری وزارت کے ایک اعلان میں بتایا گیا ہے کہ برطانی ہوائی جہازوں نے بحیرہ روم میں ایک چار ہزار ٹن کے جرمن جہاز کو ڈبو دیا ہے۔ جو اطالوی فوجوں کے لئے سامان لے جا رہا تھا۔ ایک اور اطالوی جہاز پر کئی بم لگے اور اس سے دھوئیں کے بادل اٹھتے دیکھے گئے۔ ایک اور اطالوی جہاز اور ایک ملکی جہاز کو بھی سخت نقصان پہنچایا گیا۔ چار ہفتوں سے تھوڑے ہی زیادہ عرصہ میں دشمن کے ۲ لاکھ پچاس ہزار ٹن سے زیادہ وزن کے جہاز ڈبوئے گئے ہیں۔ جنگ کے شروع سے اب تک بیس لاکھ ٹن سے زیادہ کے جہاز غرق ہو چکے ہیں۔ نارڈک کی لڑائیوں میں جرمنی کے گیارہ برباد کن جہاز ڈوبے تھے

**لنڈن ۱۸ فروری** ۹ فروری کو ختم ہونے والے ہفتہ میں برطانیہ کے انتیس ہزار ۴۶۳ ٹن کے نو جہاز غرق ہوئے۔ اور اس کے حلیف ممالک کے ۱۰۴۴۲ ٹن کے چار جہاز غرق ہوئے۔ یہ نقصان عام ہفتہ وار اوسط سے بہت کم ہے۔

**لزبن ۱۸ فروری** پرتگال اور سپین میں جو طوفان آئے۔ وہ ہر سال آیا کرتے ہیں۔ مگر اب کے ذرا قبل از وقت شروع ہو گئے۔ یہ مارچ تک رہتے ہیں۔ لزبن کی بندرگاہ میں موجوں سے بعض جہاز ڈوب گئے۔ جنہیں ممکن ہے نازی اپنا کارنامہ ظاہر کریں۔

**نیویارک ۱۸ فروری** نیویارک ہیرلڈ ٹریبیون نے لکھا ہے کہ اس وقت اٹلی کے ۲۷ جہاز امریکن بندرگاہوں میں ہیں۔ اور امریکہ ان کو خریدنے کی کوشش کر رہا ہے۔ ان میں ایک ۲۳ ہزار ٹن کا ہے۔ باوجودیکہ اٹلی جنگ میں شریک ہے۔ مگر ان جہازوں کے مالک ان کو امریکہ کے پاس فروخت کر دینے کو تیار ہیں۔ اگر ایسا ہؤا تو امریکہ برطانیہ کو کچھ اور جہاز دے سکے گا۔

**قاہرہ ۱۸ فروری** سنوسی لیڈر السید ادریس نے ایک بیان میں کہا ہے کہ مصر سوڈان اور لیبیا میں دس لاکھ سنوسی برطانیہ سے مل کر اٹلی سے لڑ رہے ہیں۔ سنوسی مسلمان گذشتہ بیس سال سے اٹلی سے نبرد آزما ہیں۔

**سڈنی ۱۸ فروری** - آج جاپانی قونصل جنرل نے آسٹریلیا کے قائم مقام وزیر اعظم سے ملاقات کی۔ مؤخر الذکر نے ایک بیان میں کہا کہ دو نو ملکوں کو ایک دوسرے سے کوئی ایسی شکایات نہیں۔ جو دوستانہ بات چیت سے طے نہ ہو سکیں۔

**لنڈن ۱۸ فروری** روم گورنمنٹ نے تسلیم کیا ہے کہ سماکی لینڈ کی ایک اہم بندرگاہ اس کے قبضہ سے نکل گئی ہے اور کہ اس کے آس پاس سخت لڑائی ہو رہی ہے۔

**لاہور ۱۸ فروری** پنجاب گورنمنٹ نے بن غازی کی فتح پر جنرل ویول کو مبارکباد کا پیغام بھیجا تھا۔ آج وزیر اعظم نے ان کا جوابی پیغام اسمبلی میں پڑھ کر سنایا۔ جس میں شکریہ کے بعد لکھا ہے کہ اس معرکہ میں پنجابی مسلمانوں نے بہت کارنامے دکھائے ہیں۔

**دہلی ۱۸ فروری** آج سنٹرل اسمبلی میں ایک سوال کے جواب میں ہوم ممبر نے بتایا کہ سیاسی وجوہ کی بناء پر کوئی ہندوستانی جلاوطن نہیں ہے۔ نیز یہ کہ گورنمنٹ اس سوال پر غور کر رہی ہے کہ فیڈرل کورٹ کو جن اپیلوں کے سننے کا حق تاحال نہیں۔ وہ اسے دیدیا جائے۔

**لائل پور ۱۷ فروری** گندم وڈا ۳/۲/۹ ممالی ۹۱ - ۳/۴/ چنے ۲/۱۳/ بنولہ وڈا ۱/۱۳/ توریہ ۳/۱۰/ اون ۳۲/ گھی ۴۷/۸/ کپاس دیسی ۸/۴/۸ نرما ۷/۱۳/ گوجرہ میں گھی ۳۴/۸/ خالی بوریاں ½۲ پونڈ ۰/۰/۴۷ اور ¼۲ پونڈ ۳۷/۲/ امرتسر میں سونا ۴۳/۱۵/ چاندی ۶۳ پونڈ ۲۸/۱۰/ ۱۲/

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور دفتر الفضل قادیان سے شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی